

عزاداری کیوں؟

<?xml encoding="UTF-8">

اکثر ذہنوں میں کسی کے ابھارنے سے یا خود بخود یہ سوال ابھرتا ہے کہ محرم میں ہر سال عزاداری کیوں ہر پا کی جاتی ہے؟ لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر گفتگو کی جائے تاکہ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جائیں اور حق و حقیقت کے آفتاب جہاں تاب کی شعاعوں سے ہمارے ذہن کی کائنات منور ہو جائے۔

لفظ عزاداری، صوم و صلاۃ، حج و زکوٰۃ جیسے الفاظ کی طرح شارع مقدس کی جانب سے وضع ہونے والی اصطلاح نہیں ہے کہ جس کے معنی کی کوئی خاص شکل و صورت ہو بلکہ یہ لفظ غم و الم اور سوگواری کے مفہوم کو ادا کرتا ہے کہ جس کے مصادیق، اقوام و ملل کے رسم و رواج اور طور طریقوں کی وجہ سے مختلف ہیں۔ عربی لغت اور تاریخ کی کتابوں میں دکھ، درد، سوگ، ماتم، جیسی کیفیات پر دلالت کرنے والے الفاظ میں عزا، عزّی، تسلی، ناحت یا نوحہ، ماتم، رثا اور مرثیہ مشہور ہیں۔

جس دن سے انسان نے اس دنیا میں جنم لیا ہے، بے جرم و خطا قتل ہونے اور تلخ و ناگوار حادثات سے اس کا پالا پڑا ہے۔ لہذا اس کی فطرت میں ایسے حالات اور واقعات سے بیزاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اسی سبب جب تلخ اور ناگوار حادثات کو ٹالنا انسان کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے تو اس کے دل پر چوٹ لگتی ہے وہ حزین و غمگین ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب امنڈ پڑتا ہے۔ دل کی فریاد پر بہنے والے یہی گرم گرم آنسو اس کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ پھر بھی اگر اس کی تسکین نہ ہو تو وہ دوسروں سے ان حادثات کی حکایت کرتا ہے۔ اگر وہ لوگ بھی اس کے شریک غم ہوتے ہیں تو آہ و فغاں میں اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اس عمل سے بھی اسے سکون میسر ہوتا ہے اور اسی عمل کا نام سوگواری اور عزاداری ہے۔

ماہ محرم میں نواسہ رسول امام حسین اور ان کے با وفا اصحاب کی شہادت کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے جو غم کی تقریبیں منعقد کی جاتی ہیں عزاداری کے بارز اور ظاہر ترین مصداق ہیں۔ مظلوم کے غم میں شریک ہونا، انسانی فطرت کا تقاضہ اور ستم دیدہ سے ہمدردی و حمایت کا اظہار ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے عقل و فطرت دونوں ہی بے چون و چرا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ مخصوص اغراض کی وجہ سے اس مقدس عمل پر طرح طرح کے اعتراض وارد کرتے ہیں جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ: عزاداری اور گریہ و ماتم قضا و قدر الہی کے خلاف ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے ناخوش آیند حالات اور ناگوار حادثات و مصیبات کے مقابلے میں صبر و ضبط سے کام لینے کا حکم فرمایا ہے۔ لہذا، گریہ و زاری اور ماتم و عزاداری خدا کی حکم عدولی اور نافرمانی ہے۔ اس کے علاوہ شہدائے راہ حق ہمیشہ زندہ ہیں جو ایک عظیم مرتبہ اور خوشی کا مقام ہے اب اس پر رونا دھونا اور ماتم منانا ان کی شان کے خلاف اور ان کے مرتبہ کے منافی ہے۔ اسی قسم کے اور بھی دیگر اعتراضات ہیں جنہیں بیان کرنا طوالت کا باعث ہو گا یہاں صرف مذکورہ دو اعتراض ہی کا جواب دیکر بات کو واضح کیا جائے گا۔

مصیبتوں پر آہ و فغاں اور بیقراری کی حالت میں اول فول بکنا اور بے صبری کا اظہار کرنا دین و شریعت کی نظر میں ایک منفور عمل ہے۔ سید الشہداء کا کوئی بھی عزادار، اس عمل کا مرتکب نہیں ہوتا۔ صبر کا مطلب گریہ و

زاری نہ کرنا بھی نہیں ہے۔ قضاو قدرِ الہی پر صبر کرنے سے مقصود خداوندِ عالم کی مشیئت کے آگے سراپا تسلیم ہوجانا ہے۔ جس دل پرچوٹ لگتی ہے اس سے آہ نکلنا طبعی اور انسانی عمل ہے۔ اس وقت احساسات کی عنان کو ہاتھ میں رکھکر دل میں ابھرنے والے بے جا توہمات سے گریز کرنا صبر کہلاتا ہے جس سے ہر عزادار، اچھی طرح واقف ہے۔ پھر عزاداری محض گریہ و زاری ہی پر تو منحصر نہیں اس کے اور بھی بہت سے ارکان ہیں جو ہمارے معصوم رہنماؤں کی تعلیمات سے دستیاب ہوتے ہیں جیسے گریہ سے پہلے معرفت کا ہونا عزاداری کا ایک اہم ترین رکن ہے۔ جس کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحیح معرفت ہوتی ہے اس کا گریہ عزادارانہ ہوتا ہے اموات پر گریہ کرنا اور سید الشہداء پر گریہ کرنا دونوں برابر نہیں۔ سید الشہداء پر گریہ و زاری کا ایک خاص مقصد ہے جس کی تکمیل پر عرفانِ الہی کے گوہرِ آبدار میسر ہوتے ہیں۔ اس گریہ میں صبر کے معنی کو متحمل اور گریہ کرنے والے کو صابر کا رتبہ ملتا ہے۔ یہ گریہ آنکھوں کے ساتھ دل کو بھی صاف کرتا ہے یہ گریہ ظالم کے خلاف خدا کی دی ہوئی طاقت کو صرف کرنے کی دعوت دیتا ہے ایثار کی تربیت اور حق کی راہ میں قربانی پیش کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ گریہ عدل و انصاف کی حکمرانی کا خواہاں ہے اور مظلوم و محروم سے حمایت و ہمدردی کا مشتاق۔ شہنشاہِ کربلا کی یاد میں عزا داری منا کر عزادار خود کو خدا کی مشیت کے نزدیک محسوس کرتا ہے۔ یہ صرف ہمارا ہی نظریہ نہیں بلکہ انصاف کی نظروں سے دیکھنے والے غیر مسلم دانشوروں کی بھی رائے ہے۔ چنانچہ، فرانسیسی دانشور، ”ڈوکیری موریس“ کا ماننا ہے کہ حسینؑ کے ماننے والے ماتم حسین کے صدقہ میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ استعمار اور استکبار کی غلامی کو قبول نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ ان کے امام کا نعرہ ”ظلم و ستم کے آگے سر نہ جھکانا“ تھا۔

نینوا کے پیاسہ کی یاد میں عزاداری تنہا عزاداری نہیں ہے بلکہ تبلیغ حق کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔
 ”اسلام و مسلمین“ نامی کتاب کے مصنف، فرانسیسی مستشرق، ”جوزف رینو“ کی نظر میں عزاداری کا ہدف یہ ہے :

-- ”شیعوں نے اپنے مذہب کو تلوار کے زور پر نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ کے ذریعہ پھیلایا انہوں نے عزاداری کے مراسم کو جو اہمیت دی اس کی وجہ سے دو تہائی مسلمان، ہندوؤں کی ایک جماعت، مجوس اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے حسینؑ کی عزاداری میں شرکت کرنے لگے۔

ان تمام اہداف کے ساتھ اور بھی دیگر عالی مقاصد اس عزاداری میں مضمر ہیں جنہیں حقیقت بین، حق جو خدا کے بندوں اور تیز بین اغیار نے بخوبی بھانپ لیا ہے۔ لہذا ہر سال اس عزاداری کی تکرار کا مسئلہ روشن ہوجاتا ہے۔ عزادار اس غم کے تصدق انسانیت کے اعلیٰ اقدار کا حصول چاہتا ہے۔ انسانیت اور معیاری انسان مخالف طاقتیں ان اہداف سے خوف زدہ ہیں کیونکہ ان کی قدرت استثمار و استحصال پر قائم ہے۔ اور عزاداری ان کے خلاف ایک تحریک ہے جسے وہ ہر ممکنہ حربے سے نا کام بنانا چاہتے ہیں۔ اعتراض تراشی کی ٹکسال انہیں سود جو، انسان دشمن طاقتوں کے ایما پر کھلی ہوئی ہے۔ جس میں شہید راہِ حق کی یاد منانے کو توہمات کے سہارے روکنے کی ناکام کوششیں دن رات کی جاتی ہیں۔ بھلا غور تو فرمائیں کتنی سادہ سی بات کو کتنا پیچیدہ بنایا جاتا ہے کہ شہید زندہ جاوید ہوتا ہے اور زندہ کی عزاداری جائز نہیں۔ یہ کسے نہیں معلوم کہ عزادار کا ہدف شہادت پر گریہ کرنا نہیں بلکہ اس پر ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ کر ہوتا ہے۔ عزاداری میں عزادار اپنی آنکھوں میں اشکوں کے ساغر لے کر پیاسوں سے ہمدردی اور وفا داری کا عہد کرتا ہے۔ اسے شہیدوں کی شہادت سے حاصل ہونے والے مرتبہ کا افسوس نہیں ہوتا بلکہ اس کا گریہ اس بات پر ہوتا ہے کہ آج تقریباً چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی ان کے دشمن ان کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں اور

جس طرح کل میدانِ نبرد میں انکے سامنے آنے والے سود جو نام نہاد مسلمان باطل کے ہمراہ تھے آج بھی اسی طرح ان کے اہداف کے دشمن صف باندھ کر ان پر ہمہ جانب حملے کر رہے ہیں اگر ان حملوں کا زور گھٹ گیا ہوتا تو عزادار کو غم نہ ہوتا اس کے سامنے ہر روز ایک نئی کربلا ہوتی ہے ہر دن ایک نئی رودادِ ظلم ثبت ہوتی ہے ا سکے سامنے جب بھی کہیں کسی بیکس کا خون بہتا ہے کربلا والوں کے خون کی لالی اسمیں نظر آ جاتی ہے ۔

دوسروں کی نظروں میں کربلا کے واقعے کو چودہ سوسال ہونے کو ہونگے مگر عزادار کی آنکھیں تو صبح وشام کبھی افغانستان کبھی عراق کبھی فلسطین، کبھی پارا چنار، کبھی ڈیرہ غازی خان اور غزہ میں شہداء کے پارہ پارہ نازنین تنوں سے خون کی دھاروں کو بہتا دیکھتی ہیں اس کے قلب میں اتنے غم دیکھنے کی طاقت کہاں! کیا اسے اتنے غموں پر ہلک ہلک کر رونے کا بھی حق نہ ملے گا؟! کیا ان مظالم پر اسے عزاداری کرنے کی اجازت حاصل نہ ہو گی؟! ظلم و جور کا سلسلہ رکا کب ہے جو عزاداری کا سلسلہ بند کیا جائے؟! عزاداری شہداء کا غم ہی نہیں بلکہ ظلم کے خلاف ایک مسلسل تحریک ہے جو ہر سال شہیدوں کے تذکرہ سے زور پکڑتی ہے اس کا ہر سال ظلم سے مقابلے کی نئی طاقت لیکر آتا ہے ۔